صد سالہ جشن تشکر کی تیاری نیز مباہلہ کی کامیابی کے لئے ابتہال کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ / جولائی ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

جلسہ سالانہ جس کا سال بھر انتظار رہتا ہے اور ایک لمبے عرصے سے اس کی تیاریاں ہو رہی ہوتی ہیں۔ جب آتا ہے تو آناً فاناً گزر جاتا ہے اور پتا بھی نہیں لگتا کہ وہ چند دن جن کے لیے سارا سال انتظار کیا، تیاریاں ہوئیں، راہ دیکھی وہ کیسے تیزی کے ساتھ نکل گئے لیکن اس کی یادیں، اس کی برکتیں باقی رہ جاتی ہیں اور لمبا عرصہ تک ان لوگوں کو جو جلسہ میں شامل ہوتے ہیں اس کی لذت وہ روحانی تجارب یاد رہتے ہیں جس کے بعض دفعہ اس جلسہ کے ایام میں خاص لمحے آیا کرتے ہیں۔ کئی ایسی دعاؤں کی توفیق ملتی ہے جن کے متعلق دعا کرنے والا محسوس کرتا ہے کہ مقبول ہوگئی ہیں۔ کئی ایسی کمزوریوں کی طرف توجہ بڑھتی ہے جن کی طرف پہلے دھیان نہیں گیا ہوا ہوتا اور انہیں دور کرنے کا عزم لے کر انسان جلسے سے واپس لوٹتا ہے۔ غرضیکہ بہت سی برکتیں ہیں جو ان چند دنوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان پر نازل ہوتی ہیں۔ لیکن چند دنوں کے لیے نہیں رہتیں بلکہ لمبا عرصہ تک ساتھ چلتی ہیں۔ پھر ایسی بھی برکتیں ہیں جو آگے اولاد کے لیے باقی رہ جاتی ہیں۔

چنانچہ اسی جلسے میں بعض دوستوں نے بڑے الحاح کے ساتھ اس مضمون کے دعا کے خط لکھے کہ دعا کریں کہ ہماری اولاد کو اللہ تعالیٰ نمازوں پر قائم فرمائے اور مدتوں نسلوں تک یہ سلسلہ جاری

رہے۔ہم نے فیصلے کیے ہیں کہ ہم پوری کوشش کریں گے مگر جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ آئے اُس وقت تک انسان کے ارادوں کی کوئی قیمت نہیں ہوا کرتی ۔تو ایسی برکتیں بھی ہیں جو جلسے میں ملتی ہیں ۔لیکن چند دن باقی نہیں رہا کرتیں بلکہ زندگی بھر ساتھ دیتی ہیں ،زندگی کے بعد بھی ساتھ دیتی ہیں ۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی منشاء کے مطابق یہ جلسے کا نظام جاری فرمایا اور بہت ہی دعائیں کیں جلسے کے بابرکت ہونے کے لیے اور اُس دن سے آج تک ہم بحیثیت جماعت یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ جلسہ جس میں تمام احمدی محض للہ سفر کرتے ہیں یا للہ مسافروں کا انتظار کرتے ہیں ،خواہ وہ مقیم ہوں جو مہمانوں کی راہ دیکھ رہے ہوں یا مہمان ہوں جو دور دور سے رخت سفر باندھ کے آئے ہوں دونوں اپنے اپنے رنگ میں اللہ کے فضل کے ساتھ اس جلسے سے برکتیں پاتے ہیں۔

اس جلسے پر خصوصیت کے ساتھ صد سالہ جوبلی کے پروگرام پر بھی غور ہوئے اور جلسے کے معاً بعد ایک بہت ہی دلچسپ اور پُر لطف اور مفید مجلس اُن نمائندگان کے ساتھ ،قائم مقام یا ایڈیشنل صدر صد سالہ جوبلی پلاننگ کے ساتھ اُن کی ہوئی ۔جس میں کئی گھنٹے تک سب نے مل کر اپنے اپنے ملک کے مختصر حالات بھی پیش کیے ،کچھ نئی تجاویز پیش کیں ،پرانی تجاویز پر غور وخوض ہوا۔پس یہ زائد چیز ہے جو اس جلسہ میں اس دفعہ پیدا ہوئی اور اس کی طرف میں خصوصیت سے احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

صد سالہ جوبلی کے تشکر کا سال ،جوبلی کا لفظ تو یونہی محاورۃً ساتھ لگا ہوا ہے دراصل تو صد سالہ تشکر صرف کہنا چاہئے ،صد سالہ تشکر کا سال آنے میں اب سال سے تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور غالباً دس مہینے کے قریب یا ۹،۱۰ مہینے کے قریب کا عرصہ ہے جو باقی ہے ۔اس ضمن میں بہت سے منصوبے ہیں جو تکمیل کو پہنچ گئے اور جن پر عمل درآمد بھی ایک مدت سے شروع ہے۔لیکن بہت سے ایسے منصوبے بھی ہیں جن پہ عمل درآمد ابھی شروع نہیں ہوا ،بہت سے ایسے کام ہیں جو جماعتوں میں کرنے والے ہیں ۔اُن میں سے کچھ تو بعض جماعتوں نے شروع کیے ،کچھ ابھی تک نہیں ہوئے کیونکہ مجھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں تک منصوبوں کے عمل درآمد میں روپے پیسے کی ضرورت ہے ۔اُس کا بجٹ مرکز سے منظور ہوتا ہے اور بہت سی جماعتوں نے ابھی تک ،یعنی بہت سے ملکوں کی

جماعتوں نے ابھی تک وہ بجٹ ہی نہیں بھجوائے۔اس لیے جب اُن کے پاس ابھی خرچ کرنے کے لیے پیسہ ہی نہیں ہے تو منصوبوں پر عمل کیسے ہوسکتا ہے، کیسے ہوا ہوگا اور وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے کیونکہ جولوگ کام کا تجربہ رکھتے ہیں اُن کو پتا ہے کہ کام وقت لیتے ہیں، بہت محنت لیتے ہیں اور اہم کام خصوصیت سے جس نے سب دنیا کے سامنے جماعت کی کارگزاری پیش کرنی ہے۔اُس میں جو احتیاطیں انسان کو برتنی چاہئیں، جن احتیاطوں سے کام لینا چاہئے اُس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کام کو بہت زیادہ ضرورت سے زیادہ تیزی کے ساتھ نہ کیا جائے بلکہ ہر کام کو سلیقے سے سوچ کر کیا جائے۔اُس کا پھر جائزہ لیا جائے، پھر جائزہ لیا جائے اور پوری احتیاط کے ساتھ اس منصوبے پر عمل درآمد ہو اور احتیاط وقت طلب ہوا کرتی ہے۔اس لیے مجھے یہ ڈر ہے کہ بعض جماعتوں میں اس پہلو سے سستی ہوئی ہے اور وہ پیچھے رہ گئے ہیں اور پاکستان میں بھی جس جس علاقے میں علاقائی تیاری ہونے والی ہے اُس میں ابھی بہت کام پڑا ہوا ہے۔چونکہ جماعت مخالفت کی وجہ سے اور شدید ابتلاء کے دور میں سے گزرنے کی وجہ سے اپنے دفاع میں الجھی رہی ہے۔اس لیے ایک تو یہ وجہ بھی ہے کہ یکسوئی حاصل نہیں ہوئی، دلجمعی کے ساتھ منصوبے کی طرف توجہ نہیں دے سکے۔کچھ گومگو کی بھی کیفیت ہے، بے یقینی کی حالت ان معنوں میں کہ پاکستان کی جماعت میں بہت سے دوست ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ جلسہ کہاں ہوگا۔چنانچہ کچھ تو انتظار کر رہے ہیں حالات میں ایسی دفعۃً تبدیلی واقع ہو کہ ہمارا صد سالہ سال تشکر کا جلسہ ربوہ میں ہو اور کچھ ہیں جو حالات کے اندازے کر کے یہ سوچ رہے ہیں کہ ابھی تک کوئی ایسے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔اس لیے ممکن ہے ہمیں باہر جانا پڑے۔چنانچہ کوئی باہر جانے کی تیاری میں بیٹھے ہیں اور مقامی کاموں میں دلچسپیاں نہیں لے رہے۔کچھ مقامی جلسے میں اس لیے دلچسپی نہیں لے رہے کہ ربوہ میں جلسہ ہوگا اصل تو وہی ہے اور سارے ملک کا نمائندہ جلسہ وہیں ہوگا اور وہیں ساری تیاریاں ہوں گی۔حالانکہ اس بات کو میں نے دو سال پہلے ہی خوب اچھی طرح منتظمین پہ کھول دیا تھا کہ ہم نے ہر امکان کو پیش نظر رکھ کر تیار رہنا ہے۔جب ہم کہتے ہیں اور بڑے خلوص کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمارا سب کچھ تیرا ہے، تیرے حضور حاضر ہیں، تیری رضا پہ راضی ہیں ،تو جب رضا کا علم نہ ہو تو رضا جس طرح بھی ظاہر ہوسکتی ہو اُس طرح تیار رہنا چاہئے۔خدا کی رضا کو اپنی رضا کے تابع نہیں کیا جاسکتا۔اگر اپنی رضا کے ایک پہلو کو آپ اختیار کر کے

بیٹھ جائیں اور یہ انتظار کریں کہ خدا کی رضا اُسی طرح ظاہر ہو تو پھر یہ دعوی کہ ہم تیری رضا پر راضی ہیں یہ جھوٹا بن جاتا ہے۔ پھر تو دعوی یہ ہونا چاہئے کہ اے خدا! تو ہماری رضا پر راضی ہو جا، یہ التجا تو کی جا سکتی ہے مگر خدا پر زبردستی کوئی نہیں ہوسکتی اس لیے التجا یہی کریں کہ اے خدا! جو ہماری رضا ہے، جس طرح ہم دیکھنا چاہتے ہیں خوشیاں ہمیں ویسے دکھا دے اور اپنی رضا اُس میں رکھ دے۔ لیکن تیاری کے لحاظ سے یہ تیاری رکھیں کہ ہم نہیں جانتے کہ تو کس طرح اپنا فیصلہ جاری فرمائے گا لیکن حد امکان تک ہم ہر طرح تیار رہنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم میں جو رَابِطُوْا (آل عمران:۲۰۱) کا حکم ہے اُس کا یہی مطلب ہے کہ سرحدوں پر گھوڑے رکھو، سرحدیں ہر طرف پھیلی ہوتی ہیں۔ سرحدوں کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ کس طرف سے حملہ ہوگا اور کس طرف سے اچانک آزمائش آئے گی۔ اس لیے مومن سرحدوں پر مستعد رہتا ہے، ہر امکان کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ تو اگر دشمن کے انتظار میں ایسی چوکسی ہے تو خدا کے رضا کے انتظار میں تو اس سے بھی بہت زیادہ چوکسی ہونی چاہئے۔ اُس کی رضا کب کہاں سے آئے ہر وقت اُس کے لیے تیار رہیں۔ ان منتظر رہنے والیوں کی طرح نہ بنیں جو آخری انتظار کی گھڑیوں میں غافل ہوگئی تھیں اور جب خدا کی طرف سے نمائندہ آیا تو وہ اُس استقبال سے محروم رہ گئیں جس کے لیے ساری رات جاگی تھیں۔

اس لیے جماعت پاکستان کو خصوصیت کے ساتھ اُن حالات کے پیش نظر جو وہاں باقی ملکوں سے الگ جاری ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اپنے اپنے علاقوں میں صد سالہ جشن تشکر کے لیے تیار ہوں اور احتیاطاً یہ تیاری بھی رکھیں کہ ربوہ میں ہی جشن ہوگا۔ ربوہ والے بھی تیار رہیں اور امکاناً یہ تیاری رکھیں کہ ہوسکتا ہے صد سالہ جشن تشکر عالمی مرکز کے لحاظ سے ربوہ میں منایا جائے لیکن اس پہلو سے بھی تیار رہیں کہ ایسا نہیں ہوگا اور اُس صورت میں کیا کرنا چاہئے اور جماعت کو کن کن امکانات کے لیے تیار رہنا چاہئے اس پر تفصیلی غور ہونا پہلے سے ضروری ہے۔ غور کا جہاں تک تعلق ہے مجھے یقین ہے کہ وہ ہو چکا ہوگا کیونکہ اس سلسلہ میں میں گزشتہ دو سال سے ہدایت دے رہا ہوں لیکن عمل والا پہلو یہ ہے کہ اُس کے لیے کچھ تیاریاں ہمیں کرنی ہیں اور اُن تیاریوں میں بھی دو قسم کے امکانات موجود ہیں۔

ایسا خرچ جو ٹالا جاسکتا ہو لیکن اتنا نہ ٹالا جائے کہ پھر خرچ کا وقت نہ رہے۔ اُس خرچ کو ٹالنا چاہئے سر دست ۔ مثلاً جب مہمان آتے ہیں تو ہر میزبان تیار ہوا کرتا ہے لیکن اگر پختہ پتا نہ ہو کہ مہمان کب آئے گا۔ تو ہر امکان کے وقت پورا کھانا تیار کر کے نہیں بیٹھتے لوگ بلکہ احتیاطاً تیاری رکھتے ہیں کہ اگر آ گیا تو تھوڑے عرصے میں ہی ہم جو خدمت ہو سکی کریں گے اور کچھ ایسی چیزیں ہیں جو پہلے سے کرنی پڑتی ہیں ۔ مہمان آئے یا نہ آئے پہلے ہی کرنی پڑتی ہیں۔ اس پہلو سے تو جماعت کے لیے ایک رستہ موجود ہے کچھ انتظار کا ، کچھ احتیاط کا لیکن اُس طرح کے میزبان نہ بنیں جس طرح مجھے بسا اوقات دیہاتی جماعتوں میں تجربہ ہوا ہے کہ جب تک مہمان پہنچ نہ جائے اُس وقت تک مرغی نہیں پکڑی جاتی ۔ چنانچہ ایسا ہوا ہے کہ رات کے گیارہ بجے ہم پہنچے ہیں کیونکہ دورے میں وقت کی پابندی تو نہیں ہوا کرتی ۔ ایک گاؤں میں دیر ہوگئی ، کچھ اُس سے اگلے گاؤں میں دیر ہوگئی ، کچھ اُس سے اگلے گاؤں میں دیر ہوگئی ۔ چنانچہ ایک گاؤں میں گیارہ بجے پہنچے ہیں اور بٹھایا اور حال احوال پوچھا اور تھوڑی دیر کے بعد مرغیوں کی شور کی آواز آنا شروع ہوگئی ۔ چیخم چہاڑہ مچ گیا کہ مرغیاں پکڑی جارہی ہیں ۔ کیوں یہ کیا ہو گیا اس وقت؟ آپ کو کھانا وانا کھلانا ہے تیاری کرنی ہے ۔ تو تھے وہ تیار ذہنی طور پر لیکن جس طرح ہمارا دیہاتی انداز ہے تیاری کا اُسی طرح تیار تھے۔

ہمارے ملک کی بعض رسمیں ہیں مجھے اُن سے ڈر لگ رہا ہے۔ جماعت کے اخلاص سے ڈر نہیں ہے ۔ جماعت تو اللہ کے فضل سے مخلص اور عاشق جماعت ہے ہر قربانی کے لیے تیار ہے لیکن ہر ملک کے حالات ہوتے ہیں اُن کی رسمیں ہیں جو اثر انداز ہو جایا کرتی ہیں ۔ پنجاب کی ، سندھ کی ، صوبہ سرحد کی سب کی رسمیں ہیں اپنی اپنی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کی رسمیں خدا تعالیٰ کی خاطر جو جشن منانا ہے اُس کے استقبال پر اثر انداز نہ ہوں ۔ اس پہلو سے میں آپ کو متنبہ کر رہا ہوں ۔ ہر ملک کے حالات کے مطابق روزانہ تجربہ ہمیں ہوتا ہے ۔ یہاں یورپ انگلستان میں یا یورپ میں کہیں جب آپ موٹر چلاتے ہیں تو ہارن دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بلکہ ہارن اُس وقت دیا جاتا ہے جب کسی دوسرے شخص کی بے عزتی کرنی ہو ۔ اُسے یہ بتانا ہو کہ تم بہت ہی بدتمیز ڈرائیور ہو اور تم نے یہ غلطی کی ہے اس لیے ہارن بجا رہا ہوں میں ، ورنہ کہیں کسی ہارن کی کوئی ضرورت نہیں پیش آتی اور بعض ملکوں میں ہارن کے بغیر لوگ نہیں سنتے ، ہٹتے ہی نہیں لیکن وہاں اُن میں بھی فرق ہے ۔ ہارن اگر آپ

دیں تو سائیکل والا اپنا وقت لیتا ہے اور گڈے والا اپنا وقت لیتا ہے اور بھینس اپنا وقت لیتی ہے یا نہیں لیتی تو بعض ملکوں میں ہر قسم کی مخلوقات موجود ہوتی ہیں ۔سائیکل ہیں ،گڈے ہیں ،بھینسیں ہیں ،گدھے ہیں اور اُن کے لحاظ سے ایک ڈرائیور کو ہر احتیاط کرنی پڑتی ہے، ہر احتمال کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے۔تو یہ ملکی رسمیں ہیں اس میں کسی کو متہم نہیں کیا جا سکتا لیکن ان رسموں کے خلاف جہاد ضروری ہے،ضروری ہے قوم کو بیدار کیا جائے ،جھنجھوڑا جائے۔اس لیے میں آپ کو اپنے اس فرض کو ادا کرنے کی خاطر سمجھا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے۔مگر اپنی رسموں کو، اپنے اخلاص کو میلا کرنے کی توفیق نہ بخشیں۔ تیاری اُس طرح کریں جیسے مومن کی تیاری کا حق ہے اور خوب مستعد ہو جائیں ۔وہ خرچ ضرور بچائیں جس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو مگر وہ خرچ نہ بچائیں ،جس کے بچانے کے نتیجے میں مہمان کے لیے شکوہ پیدا ہونے کا موقع ہو۔ان دو انتہاؤں کے درمیان رہ کر آپ تیاری کریں اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں اور دعائیں کریں۔

اس تیاری کے سلسلے میں مباہلے کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں یہ اُس تیاری کا ایک حصّہ ہے۔ میں نے بہت غور کیا ہے اور بہت اپنے دل کو ٹٹولا ہے۔اس مباہلے کا خیال ہرگز میرے نفس سے از خود نہیں پیدا ہوا بلکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے مجھے گھیر کر باقاعدہ ایسے رستے پر ڈال دیا جب اس خیال کے سوا اور خیال آ نہیں سکتا تھا۔ جہاں انسان مجبور ہو جاتا ہے ایک بات سوچنے پر۔کس طرح اُس نے مجھ سے درسوں کا سلسلہ شروع کروایا اور عین مباہلے والا درس اُس وقت پیش آیا جب کے رمضان کا آخری عشرہ تھا اور اُس وقت بڑے زور سے توجہ اس طرف مبذول فرمائی گئی۔اگر یہ نہ ہوا ہوتا تو میرے دماغ میں یہ کبھی بھی خیال نہیں آ سکتا تھا،خیال آتا بھی تو میں سمجھتا میرے نفس کا خیال ہے۔اس لیے میں اتنا اہم فیصلہ نہیں کرتا۔لیکن اس میں جو سال کا انتخاب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔اس سال کا پچھلی صدی کا آخری سال ہونا یہ معنی خیز بات ہے۔پھر جب اس سلسلے میں، میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تمثیل پڑھی دوبارہ ازالہ اوہام میں آپ نے پیش فرمائی ہے تو بعینہٖ ان حالات پر،اس موسم پر،اس وقت پر صادق آتی نظر آئی تو یہ ساری انگلیاں بتا رہی ہیں جو اسی طرف اُٹھ رہی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر تھی۔اس لیے اگلی صدی کی تیاری میں مباہلے کو بھی بہت بڑا کردار ادا کرنا ہے اور وہ آپ ابتہال کے ذریعے ادا کر سکتے ہیں۔ بہت سے

مولوی صاحبان جو ہمارے جواب میں اشتہار بازی کر رہے ہیں اور اخباروں میں بھی بعض اعلان کروا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اُن کو مباہلے کا کوئی بھی علم نہیں کہ یہ کیا چیز ہے۔

مباہلہ تو ایسے وقت کیا جاتا ہے جب کہ حجتوں کا وقت نہ رہا ہو اور فریق ثانی کے ظلم سے تنگ آکر خدا کے دربار کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس بات کو وہ نہیں سمجھتے وہ سمجھتے ہیں یہ بھی مناظرے کی قسم ہے۔ چنانچہ مناظرے میں جس طرح پہلے وہ دجل اور فریب سے کام لیتے تھے اور دھوکے دیتے تھے اور جھوٹ پر جھوٹ بولتے تھے۔ وہ سمجھتے ہیں اب بھی جھوٹ بول کر اور دھوکا دے کر، فریب دے کر ہم اس میں بازی جیت جائیں گے حالانکہ وہاں عوام الناس کی عدالت میں فیصلے ہوا کرتے تھے۔ مناظرے اور مباہلے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مناظرے زمین کے فیصلوں کی بات ہے اور مباہلے آسمان کے فیصلوں کی بات ہے۔ اس فرق کو وہ نہیں جانتے چونکہ خود زمینی فطرت رکھتے ہیں اس لیے دوبارہ بات کو زمین کی طرف گھسیٹ رہے ہیں اور بے خوفی دکھا رہے ہیں۔ چنانچہ بعض جواب دینے والوں نے پھر وہی گند اُچھالا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر، جماعت کی ذات پر، ہر قسم کے گند اُچھال کر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم عوام الناس پہ یہ ثابت کر دیں گے کہ ہم غالب ہیں، ہمیں کوئی خوف نہیں۔ حالانکہ عوام الناس کی تو بحث ہی نہیں ہو رہی وہ تو تماشائی ہیں۔ فیصلہ تو خدا نے کرنا ہے اور آسمان پہ کرنا ہے اور ایسا فیصلہ کرنا ہے جس کے اثرات ضرور زمین پر نازل ہوں گے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ زمین والے اُن اثرات کے نمونے نہ دیکھیں۔ اس لیے جب اس قسم کی بے ہودہ بے خوفی کرتے ہیں تو اُن کے اوپر مجھے خوف آتا ہے اور اُن کے لیے دل ڈرتا ہے کہ بڑے بے باک لوگ ہیں۔ خدا سے ٹکر لینے کے لیے کیسے چالاکیاں کر رہے ہیں کہ ٹکر بھی لے لیں اور بظاہر بچ بھی جائیں چالاکیوں کے نتیجے میں لیکن یہ چالاکیاں خدا کے دربار میں کام نہیں آیا کرتیں۔

اب میں جماعت کو بتاتا ہوں کہ ابتہال کے معنی کیا ہیں۔ عموماً تو آپ جانتے ہیں لعنت ڈالنا لیکن لفظ ابتہال کو کیوں چُنا گیا۔ لفظ مباہلہ دراصل ایک اور بات سے تعلق رکھتا ہے اور قرآن کریم نے جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ ابتہال ہے۔ ابتہال باب افتعال سے لیا گیا اور مباہلہ باب مفاعلہ سے ہے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرنا چونکہ مقابلے کا مضمون اس میں شامل تھا اس لیے بعد ازاں محاورةً اس مقابلے کو مباہلہ کہہ دیا گیا۔ ورنہ دراصل قرآن کریم میں ثُمَّ نَبْتَهِلْ فرمایا ہے پھر ہم

ابتہال کریں۔ ابتہال کا لفظ اور مباہلے کا لفظ دونوں ہی لفظ بھل سے نکلے ہیں اور بھل کے مختلف معنے ہیں جن میں سے بعض اس موقع پر صادق آتے ہیں۔ بھــــل کسی اونٹنی کے آزاد ہو جانے کو بھی کہتے ہیں۔ جب اُس کے گھٹنے کی رسیاں کاٹ دی جائیں اور کُھلا چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح بھــــل میں دوسرے ایسے جانور بھی شامل ہو جاتے ہیں جن کے اوپر کوئی پابندی نہ کی جائے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اسی مضمون سے آگے ایک لفظ نکلا ہے باھل یا باھلہ۔ ایسی عورت جو اپنے آپ کو کسی کے حضور پیش کر دے اور کہے کہ میرا کچھ بھی اپنا نہیں رہا۔ میری ہر چیز جان، مال، عزت سب کچھ تیرا ہو گیا ہے۔ اُس کو عربی زبان میں باھلہ کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے ب ھ ل تین حروف سے ملا کر جو مضمون اُٹھایا گیا ہے اُس میں ایک یہ معنی ہیں کہ خدا کے حضور اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں۔ یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارا سب کچھ اب تیرے سپرد ہے کچھ بھی اپنا باقی نہیں رہا۔ اپنے خاندان جان، مال، عزتیں، نفوس، بڑے چھوٹے، مرد عورتیں جو کچھ ہے ہم تیرے دربار میں یہ کہہ کر حاضر کر دیتے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمارا سب کچھ برباد کر دے، ہم پر لعنتیں ڈال اور اگر ہم سچے ہیں تو وہ دشمن جس نے یہی معاملہ تیرے ساتھ کیا ہے اُس کے اوپر اپنا قہر نازل فرما اور ظاہر کر دے کہ تو ہمارے ساتھ ہے ہمارا سب کچھ لے کر تو نے اُس کی حفاظت فرمائی۔ ہماری عزتیں لیں مگر ہمیں مزید عزتیں بخشنے کے لیے، ہمارے نفوس لئے ہیں مگر اُن میں مزید برکتیں ڈالنے کے لیے، ہمارے اموال لئے لیکن کم کرنے کے لیے نہیں بڑھانے کے لیے۔ پس یہ ہے معنی نبتھــل کا اور اس میں گریہ وزاری اور عاجزی کا مضمون بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اصطلاحی معنوں میں جب بحث ملتی ہے لغات میں تو کہتے ہیں نبتھــــــل کا معنی ہے بہت گریہ وزاری کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ دعائیں کرنا۔ دراصل جب انسان اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے تو اُس کے نتیجے میں گریہ وزاری خود بخود پیدا ہوتی ہے اور وہ جو اس فیصلے میں مخلص ہو اُس کے دل میں ضرور درد پیدا ہوتا ہے۔ ویسے تو سب کچھ خدا ہی کا ہے اُس کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن ایک لمحے میں انسان یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ میں سب کچھ کلیۃً اُس کے حضور اس دعا کے ساتھ حاضر کر رہا ہوں کہ اگر تیرے نزدیک ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت ڈال اور سب کچھ ہلاک کر دے۔ بہت بڑا فیصلہ ہے اور بہت گہرے دل کو ٹٹولنے کے بعد اور اپنے نفس کا تجزیہ کرنے کے بعد انسان یہ فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس لیے اس فیصلے کے ساتھ ہی دل میں ایک درد اُٹھتا ہے، دل میں

گر یہ وزاری پیدا ہوتی ہے اور ایک ایسی فضا دل میں پیدا ہو جاتی ہے جو برسا کرتی ہے۔اس لیے اس کے ساتھ آنسوؤں کا تعلق ہے،اس کے ساتھ گر یہ وزاری کا تعلق ہے۔

اس مضمون کو سمجھتے ہوئے جماعت کو اب اس میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے ۔جس طرح بھی پیش جائے ،جس طرح بھی اپنے دل کو نرم کر سکتے ہیں۔خدا کے حضور گریہ وزاری کریں اور جب بھی دل میں کوئی درد پیدا ہو۔اُس کو اس درد میں تبدیل کر دیا کریں۔پھر آپ کا مقابلہ ایک ایسے دشمن سے ہو گا جو ابتہال کی بجائے بے حیائی کو اپنا مباہلہ سمجھ رہا ہے۔جو گند اُچھالنے کو مباہلہ سمجھ رہا ہے اُن میں سے کسی کو کوئی دعا کی طرف توجہ نہیں۔اوّل تو اُن کا جھوٹا ہونا اسی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ سارے اعلان آپ اُن کے پڑھ کر دیکھ لیں۔اُن کی شیخیاں اُن کے تکبر کی باتیں دیکھیں کہیں ادنی بھی عجز اور انکسار کا کوئی پہلو آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔خدا سے دعا کا کوئی لفظ ہی نہیں اُٹھنے دے گا۔ اب ایک طرف جماعت احمدیہ ہو گی جو خدا کے حضور بچھ رہی ہوگی،گر یہ وزاری کر رہی ہوگی،دعائیں کر رہی ہوگی،سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کر رہی ہوگی تو پھر دیکھیں خدا کی تقدیر کیسے کیسے عظیم نشان دکھاتی ہے۔

اس لیے اگلی صدی سے پہلے خدا سے نشان کے مطالبے کریں تا کہ خدا تعالیٰ کے جلال اور جمال کے جلوؤں کے ساتھ آپ اگلی صدی میں داخل ہوں اور اس شان کے ساتھ خدا کا فضل اور رحمتیں اور اُس کے پیار کے اور قرب کے نظارے آپ دیکھیں اور دنیا کو دکھائیں کہ **یہ صدی فیصلہ کن ثابت ہو**، پھر ہم اگلی صدی میں داخل ہوں اور پھر اُن قوموں اور اُن ملکوں کی طرف متوجہ ہوں جن کی فتح کے لیے از سرنو بے حد کام کرنے والے ہیں۔اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس خطبہ جمعہ میں ان دونوں امور کی طرف آپ کو متوجہ کروں۔جلسہ سالانہ کی برکتوں کو دوام بخشنے کی کوشش کریں اور جس حد تک برکتیں جاری کر سکتے ہیں اپنے اندر،اپنی اولاد میں اُن کو جاری رکھیں اور مباہلے کو ایک عظیم الشان نشان بنانے کے لیے جس ابتہال کی ضرورت ہے۔اُس ابتہال کو اپنا لیں اور خدا کے حضور گر یہ وزاری کریں تا کہ ہم آئندہ سال میں ایک عظیم الشان فتح کی صدی کا شکر ادا کرتے ہوئے داخل ہو رہے ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)